S_1999_4_333_339

عدالت عظمیٰ رپوٹس 1999 ایس یو پی پی 4 ایس سی آر

ریاست بہار وغیرہ

بنام۔

ڈاکٹر برج کمار مشرا اور دیگران

2 نومبر 1999

ایس۔ساگر۔احمد اور آر۔پی۔سیٹھی، جسٹسز

بھارت کا آئین۔

آرٹیکلز 226/227-عملی اور طریقہ کار-عدالت نے بعد کی تاریخ سے طویل وقت کی پابند پروموشن اسکیم کے تحت ترقی کے حکم کو کالعدم قرار دیا اور مختصر اسکیم کے تحت پہلے کی تاریخ سے اثر کے ساتھ ترقی کی ہدایت کی-آرڈر کو چیلنج کیا گیا-منعقد؛ عجیب وغریب حقائق اور حالات کے تحت، اعتراض شدہ آرڈر میں دائرہ اختیار کی کوئی غیر قانونی یا غلطی نہیں تھی۔خدمتہ قانون۔ترقی

جواب دہندہ نمبر 1 کو جائزہ کمیٹی نے 1990 میں پروفیسر کے عہدے پر ترقی کے لیے 16 سالہ مقررہ پروموشن اسکیم کے تحت منتخب کیا تھا اور اسے بہار اسٹیٹ یونیورسٹی (کانسٹی ٹیوئنٹ کالجز) سروسز کمیشن کی منظوری کے ساتھ عارضی بنیادوں پر ترقی دی گئی تھی۔کمیشن نے اس معاملے میں اس وقت تک کوئی فیصلہ نہیں لیا جب اس نے یونیورسٹی سے اس بنیاد پر نئی جائزہ کمیٹی تشکیل دینے کو کہا کہ 1990 کی جائزہ کمیٹی مناسب طریقے سے تشکیل نہیں کی گئی تھی۔مدعا علیہ نمبر 1 نے عارضی ترقی کے پیش نظر پروفیسر کے طور پر کام کرنے کے باوجود 16 سال اور 25 سال کی مقررہ مدت کی ترقی کی اسکیموں کے تحت دوبارہ درخواست دی لیکن اسے صرف 25 سال کی اسکیم کے تحت منتخب کیا گیا اور اسے پروفیسر کے عہدے پر ترقی دی گئی۔

مدعا علیہ نمبر 1 نے اس بنیاد پر 4.10.1996 کے نوٹیفکیشن کو چیلنج کرتے ہوئے تحریری درخواست دائر کی کہ وہ 16 سالہ اسکیم کے تحت ترقی کے اہل ہیں۔واحد جج نے مذکورہ نوٹیفکیشن کو کالعدم قرار دیا اور مدعا علیہ نمبر 1 کو 16 سالہ اسکیم کے تحت 1.2.1985 سے ترقی دی گئی۔واحد جج کے حکم کے خلاف اپیل گزاروں کی طرف سے دائر اپیل کو ڈویژن بنچ نے مسترد کر دیا۔اس لیے یہ اپیلیں۔

اپیل گزاروں نے دعوی کیا کہ واحد جج کے اعتراض شدہ حکم کو کالعدم قرار دینے کے بعد مدعا علیہ نمبر 1

کو 1.2.1985 سے ترقی نہیں دینی چاہیے تھی اور اسے مدعا علیہ نمبر 1 کے معاملے پر غور کے لیے معاملہ کمیشن کو بھیجنا چاہیے تھا۔

اپیلوں کو مسترد کرتے ہوئے عدالت نے

منعقد: .1 جواب دہندہ نمبر 1 کو جائزہ کمیٹی کے ساتھ ساتھ کمیشن نے بھی ترقی کے لیے موزوں پایا تھا لیکن 16 سالہ اسکیم کے تحت اس کے دعوے کو صرف 1992 میں کمیشن کی قرارداد کے ذریعے مقرر کردہ اضافی معیار کی وجہ سے مسترد کر دیا گیا تھا جسے اختیارات سے باہر قرار دیا گیا تھا اور بالآخر اسے واپس لے لیا گیا تھا۔ معیار کی عدم موجودگی میں مدعا علیہ نمبر 1 کی ترقی کو روکنے کی کوئی وجہ نہیں تھی اس تاریخ سے نافذ العمل جب وہ اہل ہوا۔ (338-جی)

.2 عام طور پر عدالت، بھارت کا آئین کے آرٹیکل 226/227 کے تحت اپنے اختیار کا استعمال کرتے ہوئے، متنازعہ حکم کو کالعدم قرار دینے کے بعد معاملے کو متعلقہ اتھارٹی کے پاس ریمانڈ کرے، خاص طور پر جب ایسی اتھارٹی جاری کردہ ہدایات اور اس کے ذریعہ مقرر کردہ قانون کے مطابق معاملے کا نئے سرے سے فیصلہ کرنے کے لیے ماہرین پر مشتمل ہو لیکن مخصوص معاملات میں، فوری معاملے کے طور پر، عدالت کو ہدایات جاری کرنے سے کوئی چیز نہیں روکتی جب مدعا علیہ نمبر 1 کی اہلیت اور اس کی مطلوبہ قابلیت کے بارے میں تمام حقائق تسلیم کیے گئے تھے۔ (338-جی)

دیوانی اپیلٹ کا دائرہ اختیار: 1999 کی دیوانی اپیل نمبر 6246۔ وغیرہ۔

1997 کے ایل پی اے نمبر 443 میں پٹنہ عدالت عالیہ کے 28.7.98 کے فیصلے اور حکم سے۔

پی۔ ایس۔ مشرا، بی۔ بی۔ سنگھ، سی۔ شیکھر، محترمہ ریتو سنگھ، آر۔ پی۔ سنگھ، محترمہ سنیتا آر سنگھ، وشنو شرما، انپ سچتے، اے۔ ایل۔ داس، محترمہ سندھیا راجپال، ہمانشو شیکھر، اے۔ شاران، محترمہ مدھو شاران، ایس۔ پی۔ سنہا اور انجانی۔ کے۔ جھا حاضر فریقوں کے لیے۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

سیٹھی، جسٹس : اجازت دی گئی۔

ٹائم باؤنڈ پروموشن اسکیم کے تحت پروفیسر کے عہدے پر ترقی کے لیے اسے اہل پا کر اور اس بات سے مطمئن ہو کر کہ مدعا علیہ نمبر 1 کے پاس مطلوبہ اہلیت ہے، عدالت عالیہ آف پٹنہ کے فاضل واحد جج نے 4.10.1996 کے متنازعہ نوٹیفکیشن کو کالعدم قرار دے دیا اور مدعا علیہ نمبر 1 کو 1.2.1985 سے مؤثر طریقے سے ترقی دی گئی، نہ کہ 1.6.1992 سے۔ ان اپیلوں میں دائر لیٹرز پیٹنٹ اپیلوں کو متنازعہ فیصلے

کے ذریعے مسترد کر دیا گیا۔ اپیل کنندگان، یونیورسٹی اور ریاست بہار بنیادی طور پر عدالت عالیہ کے نتائج سے ناراض ہیں کیونکہ اس نے رجسٹرار کے حکم کو کالعدم قرار دینے کے بعد مدعا علیہ نمبر 1 کو 1.2.1985 سے ترقی دی ہے۔ اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ تحریری درخواست میں اعتراض شدہ نوٹیفکیشن کو الگ کرنے کے بعد، اس معاملے کو پروفیسر کے عہدے پر ترقی کے لیے مدعا علیہ نمبر 1 کے معاملے پر غور کے لیے یونیورسٹی کے حکام کو بھیج دیا جانا چاہیے تھا۔

یہ متدعو یہ نہیں ہے کہ مدعا علیہ نمبر 1 کو ڈورندا کالج میں شعبہ نفسیات میں لیکچرر کے طور پر 16.8.1967 پر مقرر کیا گیا تھا اور اس نے 14.2.1974 پر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی تھی۔ انہیں 14.11.1980 سے 2.8.1991 پر ریڈر کے عہدے پر ترقی دی گئی۔ 15.4.1990 پر مدعا علیہ نمبر 1 کو سال 1985 سے یونیورسٹی پروفیسر کے عہدے پر ترقی دی گئی اور ان کے نام کی سفارش بہار اسٹیٹ یونیورسٹی (کانسٹی ٹیوئنٹ کالجز) سروسز کمیشن (جسے اس کے بعد "کمیشن" کہا جاتا ہے) کے لیے کی گئی۔ 14.10.1996 کے نوٹیفکیشن کے ذریعے یونیورسٹی کے وائس چانسلر نے 16.9.1992 سے اثر انداز ہونے والی مقررہ وقت کی ترقی کی اسکیم کے تحت جواب دہندہ کو پروفیسر کے عہدے پر ترقی دینے کی ہدایت کی۔ مدعا علیہ نمبر 1 کی شکایت یہ تھی کہ وہ 16 سال کی مسلسل خدمت کی تکمیل کے بعد 1.2.1985 سے پروفیسر کے عہدے پر ترقی کا اہل تھا، نہ کہ 25 سال کی مسلسل خدمت کی تکمیل کی بنیاد پر 16.9.1992 سے۔

ہمارے سامنے یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ یونیورسٹی پروفیسر کے عہدے پر مقررہ وقت پر ترقی کے لیے دو اسکیمیں ہیں، یعنی۔ (i) 15 سالہ اسکیم جس کے تحت ایک ریڈر کو ریڈر/لیکچرر کی حیثیت سے 16 سال کی مسلسل خدمت مکمل ہونے پر پروفیسر کے طور پر ترقی دی جا سکتی ہے اور (ii) 25 سالہ اسکیم جس کے تحت ایک ریڈر کو لیکچرر کے عہدے سے کم نہ ہونے والے استاد کی حیثیت سے 25 سال کی مسلسل خدمت مکمل ہونے پر پروفیسر کے طور پر ترقی دی جا سکتی ہے۔ مانا جاتا ہے کہ مدعا علیہ نمبر 1 کو ریڈر کے عہدے پر 14.11.1980 سے ترقی دی گئی تھی اور اسے جائزہ کمیٹی نے 1990 میں پروفیسر کے عہدے پر ترقی کے لیے 16 سالہ اسکیم کے تحت منتخب کیا تھا۔ کمیشن کی منظوری کے تابع، 15.4.1990 کے نوٹیفکیشن کے ذریعے انہیں عارضی بنیادوں پر 1.2.1985 سے پروفیسر کے عہدے پر ترقی دی گئی۔ کمیشن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے اس معاملے میں اس وقت تک کوئی فیصلہ نہیں لیا جب اس نے یونیورسٹی سے پروفیسر کے عہدے پر ترقی کے لیے اساتذہ کے انتخاب کے لیے نئی جائزہ کمیٹی اس بنیاد پر تشکیل دینے کو کہا کہ جائزہ

کمیٹی جس نے 1990 میں انتخاب کیا تھا، مناسب طریقے سے تشکیل نہیں کی گئی تھی۔ اس حقیقت کے باوجود کہ مدعا علیہ نمبر 1 اپنی عارضی ترقی کے پیش نظر پروفیسر کے طور پر کام کر رہا تھا، وہ دونوں اسکیموں کے تحت پروفیسر کے عہدے پر ترقی کے لیے دوبارہ درخواست دینے پر مجبور ہوا لیکن اسے صرف 25 سال کی مؤخر الذکر اسکیم کے تحت منتخب کیا گیا۔

اپیل گزاروں کی جانب سے پیش ہوئے فاضل وکیل نے پیش کیا ہے کہ چونکہ جائزہ کمیٹی کی سفارش اور اس کے نتیجے میں ترقی کمیشن کی رضامندی سے مشروط تھی اور 1 کمیشن نے ترقی کی منظوری نہیں دی تھی، اس لیے یہ بہار اسٹیٹ یونیورسٹیز ایکٹ کی دفعہ 58 کی ذیلی دفعہ (10) کے تحت ختم ہو گئی تھی، جو دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ فراہم کرتی ہے:

"اس ایکٹ یا قانون میں اس کے برعکس ہونے کے باوجود، یونیورسٹی کے ریڈر یا پروفیسر یا افسر کے عہدے پر دی گئی ترقی کے قواعد یا ضابطے چھ ماہ سے زیادہ کی مدت کے لیے درست نہیں ہوں گے جب تک کہ بہار اسٹیٹ یونیورسٹی (کانسٹی ٹیوئنٹ کالجز) سروس کمیشن کی طرف سے سفارش نہ کی جائے۔

جمع کرانے کو صرف مسترد کرنے کے لیے نوٹ کرنا پڑتا ہے کیونکہ ترمیم اس وقت نافذ ہوئی جب مدعا علیہ نمبر 1 کی ترقی کے لیے سفارش کی گئی تھی اور ترمیم کا اثر ماضی سے نہیں کیا گیا تھا۔ کمیشن کی لاپرواہی کے لیے مدعا علیہ نمبر 1 کو سزا نہیں دی جا سکی۔

ہمارے سامنے یہ متدعویہ نہیں ہے کہ مدعا علیہ نمبر 161 سال کی مقررہ مدت کی اسکیم کے تحت ترقی پر غور کرنے کا اہل تھا۔ ہمارے سامنے اٹھایا گیا واحد اعتراض، جیسا کہ اسے عدالت عالیہ کے سامنے پیش کیا گیا تھا، یہ ہے کہ فاضل واحد جج نے مدعا علیہ نمبر 1 کو 1.2.1985 سے مؤثر طریقے سے ترقی دینے کا اعلان کرنے میں جائز نہیں تھا۔ یہ دعوی کیا جاتا ہے، جیسا کہ پہلے نوٹ کیا گیا ہے، کہ عرضی میں اعتراض شدہ حکم کو کالعدم قرار دینے کے بعد، اس معاملے کو غور کے لیے کمیشن کے پاس بھیجا جانا چاہیے تھا تاکہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ مدعا علیہ نمبر 1 کے پاس مطلوبہ قابلیت ہے یا نہیں۔ تکنیکی طور پر جمع کروانا درست ہے لیکن جب اس معاملے کے مخصوص حالات کے تناظر میں جانچ پڑتال کی جائے تو اسے برقرار نہیں رکھا جا سکتا۔ یونیورسٹی پروفیسر کے عہدے کے لیے مطلوبہ قابلیت یہ ہیں:

"(1) یونیورسٹی پروفیسر: اہلیت-تحقیق میں مصروف اعلی معیار کے شائع شدہ کام کے ساتھ ایک نامور اسکالر، تدریس اور تحقیق کا تقریبا 10 سال کا تجربہ، ڈاکٹریٹ کی سطح پر تحقیق کی رہنمائی کا تجربہ۔

قائم شدہ شہرت کے ساتھ ایک شاندار اسکالر جس نے علم میں اہم تعاون کیا ہے۔"

ہمارے بار بار سوالات کے باوجود اپیل گزاروں کی طرف سے پیش ہونے والے فاضل وکیل ہمیں مطمئن نہیں کر سکے کہ مدعا علیہ کے پاس مطلوبہ قابلیت نہیں تھی۔ یہ بات قابل غور ہے کہ عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ نے جائزہ کمیٹی کے ریکارڈ کا جائزہ لیا جو اس کے سامنے پیش کیا گیا اور پایا:

" جائزہ کمیٹی کی کارروائی کاغذ کی دو چادروں پر مشتمل ہوتی ہے، جن میں سے ایک میں 13 اساتذہ کے نام ہوتے ہیں، جن کی جائزہ کمیٹی نے ترقی کے لیے سفارش کی ہے۔ مدعا علیہ نمبر 1 کا نام نمبر 1 پر ہے۔

مذکورہ فہرست کا نمبر 12 اور اسے 25 اور 16 سال کی دونوں اسکیموں کے تحت اہل دکھایا گیا ہے۔ 27.7.1995 پر اس معاملے پر غور کرنے والی جائزہ کمیٹی کی تاریخ کے مطابق ان کی مسلسل خدمات کی کل مدت 27 سال 10 ماہ دکھائی گئی ہے۔ اس مدعا علیہ کے نام کے خلاف، کمیٹی نے صرف اتنا ہی کہا ہے:

"16.8.1992 سے اثر پزیر، کم درجہ کے لیے تجویز کردہ"۔

اسی طرح کی سفارشات دیگر امیدواروں کے حوالے سے بھی کی گئی ہیں، جن کے مقدمات کی سفارش مختلف تاریخوں سے کی گئی ہے۔ کاغذ کی دوسری شیٹ ایک رسمی سفارش معلوم ہوتی ہے، جسے ذیل میں دوبارہ پیش کیا گیا ہے:

" کمیٹی کا اجلاس 16/25 سالوں کے تحت ریڈر سے نفسیات میں پروفیسر کے عہدے پر ترقی کے معاملات پر غور کرنے کے لیے ہوا۔ مندرجہ ذیل تصدیق شدہ قارئین کی ٹائم باؤنڈ پروموشن اسکیم:

سیریل نمبر	نام	ترقی کی تاریخ
1	ڈاکٹر بریندر نارائن سنہا	01.02.85
2.	ڈاکٹر ایم۔ مرشد حسن	01.02.85
3.	ڈاکٹر سبودھ کمار سنہا	18.09.87
4.	ڈاکٹر (مسز) گیتا چکرورتی	25.11.88
5.	ڈاکٹر انو تولا	10.01.90 (نچلا پیمانہ)
6.	ڈاکٹر شیو پرکاش سنگھ	10.12.87
7.	مسز اندرا شاہی	18.09.86
8.	مسٹر گیتالی چٹرجی	01.02.85
9.	سری جلیشو ربھگت	01.06.89 (نچلا پیمانہ)
10.	شری ایس ایم داؤدکلی	23.09.86

11.	سری ابوال حسنات	09.09.87.
12.	ڈاکٹر برج کمار مشرا	16.08.92 (نچلا پیمانہ)
13.	ڈاکٹر تانتر یشور جھا	24.08.88

جائزہ کمیٹی کا ریکارڈ اور اس کی طرف سے منظور کردہ قرارداد میں کوئی وجہ ظاہر نہیں کی گئی ہے کہ مدعا علیہ نمبر 1 کو 16 سال کے بجائے 25 سالہ اسکیم کے تحت ترقی کے لیے کیوں منتخب کیا گیا۔ جائزہ کمیٹی نے ان تمام اساتذہ کی ترقی کے حوالے سے غیر زبانی سفارش کی ہے جن کے مقدمات اس کے سامنے غور کے لیے رکھے گئے تھے۔ اس کے علاوہ، جائزہ کمیٹی کی طرف سے پیش کردہ ریکارڈ پر کوئی اور مواد موجود نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ مدعا علیہ نمبر 1 کی ترقی 16 سالہ اسکیم کے تحت کیوں نہیں کی گئی اور اسے 25 سالہ اسکیم کے تحت کیوں منتخب کیا گیا۔

عدالت نے کمیشن کی کارروائی کا بھی جائزہ لیا اور اپنے فیصلے کے پیرا 11 میں اس کے مندرجات کو نوٹ کیا۔ ریکارڈوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مدعا علیہ نمبر 1 سے منسوب واحد نا اہلیت 1992 میں کمیشن کی طرف سے اس کی قرارداد کے ذریعے مقرر کردہ اضافی معیارات کو پورا نہ کرنا تھا۔ یہ بات قابل غور ہے کہ مذکورہ اضافی معیار کو جب عدالت میں چیلنج کیا گیا تو اسے اختیارات سے باہر قرار دے دیا گیا اور چانسلر نے اسے واپس لے لیا۔ عدالت نے یہ بھی پایا کہ مدعا علیہ نمبر 1 کو 1990 میں پروفیسر کے عہدے پر ترقی کے لیے میرٹ کی بنیاد پر موزوں پایا گیا تھا۔ انہیں دوبارہ جائزہ کمیٹی کے ساتھ ساتھ کمیشن نے بھی ترقی کے لیے موزوں پایا لیکن 16 سالہ اسکیم کے تحت ان کا دعوی صرف اضافی معیار کی وجہ سے مسترد کر دیا گیا۔ معیار کی عدم موجودگی میں مدعا علیہ کی ترقی کو روکنے کی کوئی وجہ نہیں تھی جو اس کے اہل ہونے کی تاریخ سے نافذ ہو۔

یہ سچ ہے کہ عام طور پر عدالت، بھارت کا آئین کے آرٹیکل 226/227 کے تحت اپنے اختیار کا استعمال کرتے ہوئے، متنازعہ حکم کو کالعدم قرار دینے کے بعد معاملے کو متعلقہ اتھارٹی کے پاس ریمانڈ کرے، خاص طور پر جب ایسی اتھارٹی جاری کردہ ہدایات اور اس کے ذریعہ مقرر کردہ قانون کے مطابق معاملے کا نئے سرے سے فیصلہ کرنے کے لیے ماہرین پر مشتمل ہو لیکن مخصوص معاملات میں، فوری معاملے کے طور پر، عدالت کو ہدایات جاری کرنے سے کوئی چیز نہیں روکتی تھی جب مدعا علیہ نمبر 1 کی اہلیت کے حوالے سے تمام حقائق تسلیم کیے گئے تھے۔ اور اس کے پاس مطلوبہ قابلیت کا ہونا۔ حکام کو ریمانڈ محض ایک رسم اور رسمی عمل ہوتا۔ کمیشن سے منسوب خامیوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے جو مدعا علیہ نمبر 1 کے حق میں کی گئی سفارش کے باوجود مناسب کارروائی کرنے میں ناکام رہا تھا، فاضل واحد جج کے ساتھ ساتھ عدالت عالیہ کے ڈویژن بینچ

نے بھی 1.2.1985 سے مدعا علیہ نمبر 1 پروموٹر کا اعلان کرنا ضروری محسوس کیا۔ ہمیں کسی غیر قانونی عمل یا دائرہ اختیار کی کوئی یا غلطنہیں ملتی۔ اپیل گزاروں کی طرف سے پیش ہونے والے فاضل وکیل کو خدشہ تھا کہ اگر متنازعہ فیصلے کو مسترد نہیں کیا گیا تو یہ مثال بن سکتا ہے اور یونیورسٹی سے متعلق دیگر معاملات میں مستقبل میں ایسی ہدایات جاری کی جاسکتی ہیں جو حکام اور ریاستی حکومت کو اپنے قانونی اختیارات کے استعمال سے روک سکتی ہیں۔ اندیشہ غلط فہمی اور بغیر کسی مادے کے ہے۔ اس طرح کے خدشات کو بھی دور کرنے کے لیے ہم یہ واضح کرنا مناسب سمجھتے ہیں کہ متنازعہ فیصلہ مقدمے کے مخصوص حالات میں منظور کیا گیا ہے اور اس موضوع کے حوالے سے کوئی مثال نہیں ہے جس کے بارے میں اپیل گزاروں نے خدشات کا تصور کیا ہے۔

ان اپیلوں میں کوئی میرٹ نہیں ہے جو اس کے مطابق مسترد کی جاتی ہیں لیکن اخراجات کے حوالے سے کسی حکم کے بغیر۔

اے۔ کے۔ ٹی۔

اپیلیں مسترد کر دی گئیں۔